قسط نمبر (۱۱) رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفرحج کے احوال ومشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ "صلی اللہ علیہ وسلم" سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد وہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک واضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جا رہے ہیں۔ [(مولانا) سمیع الحق]

مدینہ اور صاحب مدینہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے بارہ میں مذکورہ الصدر اکابر کے تاثرات والے شہر کو چھوڑتے ہوئے ایسے ہی احساسات اور کیفیات کے ساتھ بوجھل قدموں کے ساتھ صبح ناشتہ کر کے ریل کی پٹڑی کے راستہ موقف (بس سٹینڈ) آئے اور پونے دو بجے صبح (عربی ٹائم) چھوٹے سے بس میں تیرہ ریال پر جدہ روانہ ہوئے ___ ذوالحلیفہ (میقات مدینہ) یعنی بیر علی پہونچے تو ایک ریال پر ایک ڈول پانی لے کر کچے بنے ہوئے غسل خانوں میں غسل کیا احرام باندھا اور دو رکعت پڑھ کر تلبیہ پڑھی ___ **لبیک اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک** ___ الحمدللہ اب ہم حالت احرام میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بس ذوالحلیفہ سے فراٹے بھرتی ہوئی جدہ روانہ ہوئی ظہر کے قریب رابغ پہونچے' مسجد کے مقام پر تفتیشی عملہ نے شیخ بن

باز کے ورقات کو دیکھ کر اطمینان ظاہر کیا' رابغ کے ایک ہوٹل میں کھانے میں مچھلی کھائی اور اسی ہوٹل میں چند ساتھیوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی' سوا نو بجے جدہ پہونچے سامان ایک بس میں رکھا' ڈھائی روپے معہ سامان جدہ سے مکہ تک کرایہ پڑا' جدہ کے اڈہ سے نکل کر بس باہر کھڑی ہوگئی' ہم نے ایک ہوٹل میں عصر کی نماز پڑھی۔ بس ٹائر بدلنے کے بعد روانہ ہوئی راستہ میں دو تین جگہ کاغذات وغیرہ کی تفتیش کے لئے بس رکی' ہمارے کاغذات پر بھی ایک جگہ دخول (انٹری) کے مہر لگا دیئے گئے۔

اوراب اللہ کے شہر بلدالحرام میں:

مغرب کی نماز ہو رہی تھی کہ ہم مکہ معظمہ داخل ہوئے۔ **شر فھا اللہ وادامھا** ایک تفتیشی مرکز پر بس رکی تو ہم نے دو سڑکوں کے درمیان پارک میں مغرب کی نماز پڑھی وہاں سے روانہ ہو کر بس نے باب ابراہیم کے بالمقابل حرم شریف کے متصل اتار دیا۔ ہم نے ایک عربیۃ الحمار (گدھا گاڑی) چار ریال میں لی' اور حارۃ الباب کے مدرسہ صولتیہ آئے ہمارے رفیق سفر مولانا زین العابدین پشاوری نے جو مدینہ سے پہلے چلے آئے تھے اوپر کی منزل کی ایک برآمدہ میں ہمارے بستروں کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی' وہاں سامان رکھا بستر بچھائے وضو کیا حرم جانے لگے تو راستہ میں ایک جگہ جماعت ہو رہی تھی ہم نے بھی فریضہ عشاء ان کے ساتھ ادا کیا بعد از صلوۃ ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور اطمینان و فراغت سے حرم شریف شرفھا اللہ میں داخل ہوئے بیت اللہ الامین کے دیدار سے مسرور ہوئے' جو بقعہ نور بنے ہوئے مسجد حرام میں سیاہ غلاف لپٹے ہوئے کائنات کو دعوت نظارہ دے رہا ہے' جس کی رعنائی' زیبائی' جلال و جمال' شوکت وحشمت عظمت وشرافت جاذبیت اور مقناطیسیت کا رہتی دنیا تک احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

اللھم زد ھذا البیت تشریفاً وتعظیما و تکریما ومھابۃً وزد من شرفہ وکرمہ ممن حجہ او اعتمرہ تشریفاً وتکریماً وتعظیما وبرا اللھم انت السلام و منک السلام فحینا ربنا بالسلام۔

(ترجمہ) اے اللہ اس گھر کی شرافت عظمت کرامت اور دبدبہ کو اور بڑھا دے اور جو بھی حاجی یا معتمر اس کی تعظیم کرے اس کی عزت وکرامت بڑھا دے اے اللہ تو سلام ہے سلامتی تیری طرف سے ہے ہم پر بھی سلامتی بھیج دے۔

ساری تھکاوٹ اور صعوبت کافور ہوگئی اسی وقت طواف وسعی کی حلق کر کے فارغ ہوگئے اور مدرسہ صولتیہ آ کر سوگئے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ مناسک حج اور اسلام کے اس عظیم الشان عبادت حج' احرام تلبیہ' طواف' سعی' رمی' جمرات' قربانی اور منی وعرفات کے روح اور فلسفہ کو اجاگر کیا جائے تاکہ سفرنامہ کے قارئین اپنے سفر حج کے دوران حج کی حقیقت وحکمت سے آگاہ ہوں اور اس کے عاشقانہ پہلو جذب وسوز اور عشق الٰہی کے احساسات کو اپنے اندر پیدا کر سکیں۔ حج کی حکمت اور فلسفہ سے آگاہی کے بغیر آج کل مناسک حج اکثر حجاج کیلئے محض

چند روایتی رسوم بن کر رہ گئے ہیں جس سے نہ روح بیدار ہوتی ہے نہ قلب پر تنگ و دو اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں اکابر دیوبند کے سرخیل امام محمد قاسم نانوتویؒ جیسے حضرات اکابر نے منفرد انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اسرار حج پر ان کے ان حکیمانہ معارف کو دیگر اکابر نے بھی اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ اپنے آخری سفر حج میں جو بحری صعوبتوں اور مشکلات سے لبریز تھا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز نے سمندری جہاز میں اپنے رفقاء حج سے خطاب کیا اور اپنے روح پرور خطاب میں حضرت نے جس انداز میں عبادت حج پر روشنی ڈالی اس نے نہ صرف سامعین کو تڑپا کر رکھ دیا بلکہ یہ خطاب آج تک حج کے اسرار و رموز' تقاضوں اور آداب کو ملحوظ رکھنے میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سفرنامہ کے حوالے سے یہ خطاب عشاقِ حرمین اور حجاج کرام کے سامنے آ جائے

آخری سفر حج میں حضرت شیخ الاسلام مولانا نانوتویؒ کا بحری جہاز کے عرشہ پر حجاج کرام سے خطاب:

''میرے بزرگو! روزہ' حج یہ دو عبادتیں اللہ تعالیٰ کی صفت محبوبیت کی بناء پر مقرر کی گئیں اور نماز' زکوٰۃ اللہ کی صفت مالکیت کی بناء پر۔ اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے' پھر دوسروں سے بھی محبت رکھتا ہے تو اسے جھوٹا کہتے ہیں۔ محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضا ہے۔

من کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا و لایشرک بعبادۃ ربه احدا (۱)

اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے پہلی منزل محبت کی یہ ہے کہ محبوب کے سوا سب سے منہ پھیر لو۔ روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہمبستری کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کیلئے ہے' مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ذاتِ مقدسہ کے سوا سب کو چھوڑ دیں۔ غیر اللہ کو سامنے بھی نہ لائیں۔ یہ عشق کی پہلی منزل ہے۔ رمضان گزرا شوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی' دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے در و دیار کی طرف توجہ کی جائے جہاں اس کا کوچہ ہے' جہاں اس نے دوسروں کو نوازا ہے' وہاں جایا جائے اس کے در و دیوار کے پاس پہنچا جائے اور جمالِ محبوب کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اس کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرا جائے اس کے در و دیوار سے چمٹ کر اس کے سنگ در کو بوسہ دیا جائے۔

امر علی الدیار دیارِ لیلیٰ　　اُقبل ذالجدار وذالجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی　　ولکن حب من نزل الدیارا (۲)

---

(۱) جو وصالِ مولیٰ کی امید رکھتا ہے تو عمل صالح اختیار کرے اور اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

(۲) لیلیٰ کی بستیوں سے گذرتے وقت کبھی ایک دیوار چومتا ہوں' کبھی دوسری' در و دیوار کی محبت نے مجھے سراسیمہ نہیں بنایا بلکہ ان کے مکینوں اور باشندوں نے جو اس میں کسی وقت اترے تھے

مجنوں کہتا ہے کہ میں دیار محبوب پر پہنچتا ہوں تو اسکے درودیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور مجھ کو ان درودیوار نے مجنوں نہیں بنایا بلکہ گھر والے نے (من نزل الدیار) نے مجنوں بنایا ہے۔ جس قدر دیار محبوب سے قریب تر ہوتے جاؤ آتش شوق بھڑکتی جائے۔ ؎ وعدہ وصل چوں شود نزدیک آتش عشق تیز تر گردد

عاشق کو کہاں زیبا ہے کہ عشق ہو اور لوگوں سے لڑے جھگڑے اس پر شہوت کا غلبہ اور معشوق کی نافرمانی کا صدور ہو۔ **فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج**

عاشق ہمیشہ سرنگوں رہتا ہے' عشق کا تقاضا ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑا نہ ہو اگر سچا عاشق اور سچی محبت لے کر نکلے ہو تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ جاؤ۔

میرے بھائیو! اللہ پاک کے گھر کی طرف جا رہے ہو اس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ ہمیشہ لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر حال کو دیکھتا ہے۔ اس کا نام لیتے ہوئے **لبیک اللهم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک** کہتے ہوئے چلو یہ آواز بلند کرتے ہوئے اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تواضع و سکون کے ساتھ چلو جس قدر ممکن ہو صبح و شام دوپہر چڑھتے ہوئے اترتے ہوئے ہر حال میں **لبیک اللّٰهم لبیک** .الخ پڑھتے رہو۔ **لاشریک لک** بار بار کہا جاتا ہے۔ سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔ سلے ہوئے کپڑے اتار دو خوشبو بھی ترک کر دو' دو کپڑے بغیر سلے ہوئے پہن لو سر کو ننگا رکھو جوتا پہنو' مگر پیر کے اوپر کی ہڈی ابھری ہوئی رہے چھپنے نہ پائے' سُر مہ نہ لگاؤ' خوشبو نہ لگاؤ' بالوں کو نہ سنوارو' نہانا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے' خوشبو لگانا' بالوں کو اکھاڑنا' سنوارنا جائز نہیں۔ شکار مت کرو' غرض کہ دیوانوں کی صورت بناؤ یہ چیزیں تو اس کیلئے ہیں جو ہوش و حواس میں ہو' عشاق کو اتنا ہوش کہاں ہے۔

نو بہار ست جنوں چاک گریباں مدے آتش افتاد بجان جنبش داماں مدے

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک اس کو سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

جس قدر مکہ معظمہ سے قریب تر ہوتے جاؤ دیوانگی اور جنون کے آثار بڑھتے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ و خانہ کعبہ میں آثار صفت جمالیہ ظاہر ہیں۔ ہم کورے ان بزرگوں کی اطاعت و پیروی میں جو یہ آثار دیکھتے ہیں۔ اللہ کے گھر کے گرد سات چکر لگاتے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔ بہر حال یہ عبادت مظہر عشق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ محبوب اسکے اندر اسباب محبت باتم الوجوہ پائے جاتے

ہیں۔اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً محبوب ہیں۔ یہ حج اسلیئے فرض کیا گیا کہ اسی محبوب حقیقی کے پروانے بنو۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کردیا' عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اور وہ ناصح کو پتھر مارتا ہے۔ جب حضرت اسماعیلؑ جان کی قربانی دینے جارہے تھے تو راستہ میں تین جگہ ناصح نادان شیطان نے اسے سمجھایا باپ کے ساتھ کہاں جارہے ہو۔انہوں نے پتھر مارے۔اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت کے مینڈھے کو ذبح کرادیا۔ یہ اب شریعت ہے کہ مینڈھے اور دنبے کو ذبح کرنا گویا بیٹے کو ذبح کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عشق لیکر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو' جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار حضرت ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔اس راہِ عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں۔اسلئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔ ولوانهم اذظلموا انفسهم جاء وک فاستغفرو الله واستغفرلهم الرسول لوجدُوالله توابًا رحيما۔ ہمارے آقا جناب حضرت محمد ﷺ تمام امت کیلئے بلکہ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں۔آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو یارسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں۔ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا کیجئے۔شفاعت فرمایئے' پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

میرے بھائیو! حج کے ایام میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوف عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے۔ایسا وقت نہیں ملے گا۔میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بیوقوفی کی وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت' کھانے پینے میں صرف کردیتے ہیں۔دیکھو بے وقوفی مت کرو اس وقت کو بے کار مشغلوں میں ضائع مت کرو۔ اللہ اللہ کرو' تسبیح پڑھو' تلاوت کرو' درود پڑھو' دعا کرو۔جبل رحمت کے پاس جانا ضروری نہیں۔میدان عرفہ میں جہاں ہو توبہ واستغفار کرو۔بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت اور سیرت سے بیزار ہیں۔ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔حضور ﷺ نے حکم دیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ ایک مٹھی پکڑ کر کٹاتے تھے' ایک مٹھی سے کم کو کتروانا صورت وسیرت محمدیہ سے نفرت کرنا ہے۔دیکھو سکھ ایک بال پر قینچی نہیں لگاتے شرم سے مرجانا چاہیے کہ مسلمان کو ایسا بڑا رسول ملا کہ کسی قوم کو نہیں ملا۔ اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے رسول کی سیرت وصورت سے بیزاری کا اظہار کرے۔

میرے بھائیو! اس سے بچو۔آقائے نامدار محمد ﷺ کی صورت وسیرت کے عاشق بنو______

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفور رحيم

محمد ﷺ جو محبوب ہیں اللہ کے اگر ان کی اطاعت کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ تم محبوب خدا بن جاؤ گے۔ یحببکم اللہ اللہ تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ تمہارا بیٹا تم کو بہت محبوب ہے۔ اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے سامنے آجائے تو بے اختیار تم کو اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ان کی صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو، صورت اور سیرت کی تابعداری کرو تو اللہ تعالیٰ کے تم بھی محبوب بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کرو، توبہ کرو، اس سے مایوس نہ ہو جب تک موت نظر نہ آئے، توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں حتی الامکان کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے، جیسا کہ اس سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح بیباک بھی مت بنو، اس سے ہر وقت ڈرتے رہو، چلتے پھرتے کھاتے پیتے، سوتے جاگتے ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو۔ اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے وقت آخری سانس تک ذکر جاری رہے گا۔ اور مرنے کے بعد جب اٹھو گے اور قیامت قائم ہوگی تو آقائے نامدار ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

دعا کرو کہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو اور آقائے نامدار ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین۔"

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے جانثار اور عاشق زار تلمیذ رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ جن کے مسند حدیث کو اللہ تعالیٰ نے ان کے شیخ اور مرشد مولانا مدنی کے بعد سب سے زیادہ مرجعیت عطا فرمائی اور دارالعلوم دیوبند کے مسند تدریس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے مسند حدیث کی صورت میں نہ صرف برصغیر کا بیشتر حصہ بلکہ پاکستان کے مغربی سرحدات کو عبور کر کے پورا افغانستان اور سنٹرل ایشیاء کے بیشتر حصے سرحد و بلوچستان اور اس کے قبائلی علاقے مستفید اور مالا مال ہو رہے ہیں اور آج دارالعلوم حقانیہ میں ان کے مسند حدیث پر بیٹھنے والے ان سے نسبت تلمذ رکھنے والے مشائخ حدیث سے ہر سال ہزار ڈیڑھ ہزار سے زائد فضلاء اقصائے عالم میں پھیل رہے ہیں اور شیخ الاسلام مولانا مدنی کا فیض بلا مبالغہ ہمہ گیری اور عالمگیری کے لحاظ سے ان کے حقیقی جانشین اپنے دور کے امیر المومنین فی الحدیث شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ سے پھیل رہے ہیں، انہوں نے اپنے دروس اور خطبات وارشادات میں اپنے اکابر مولانا نانوتوی شیخ الہندؒ اور اپنے استاذ مولانا مدنی کے علوم و معارف کو اپنے انداز میں آگے بڑھایا۔

حج کے اسرار و معارف پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم نے اپنے اکابر کے انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

حج عشق کا تیسرا مرحلہ: الغرض عشق اور محبت الٰہی کی جو آگ رمضان المبارک سے بھڑک اٹھی تھی، وہ سلگتی رہی، عشق میں ترقی ہوتی رہی، کھانا پینا چھوڑ دیا اسکے بعد گھربار بھی، مگر جب عشق کا غلبہ اور زیادہ ہوا تو گھربار کے ساتھ گاؤں، ملک اور وطن سے بھی دستبردار ہوا۔ اب عشق جب آخری مرحلہ پر پہنچا تو محبوب حقیقی کی تلاش میں

ملک ملک اور صحرا الصحرا ابھرنے لگا۔ اس حالت میں نہ اسے آرام و راحت کا خیال ہے نہ اپنی صفائی اور زیب و زینت کا اور نہ دکان کی خبر ہے نہ زمین اور تجارت کی۔ اہل و عیال سے دور مارا مارا پھرتا ہے سر کے بال بڑھے ہوئے ہیں بدن میلا کچیلا ہے بدن پر دو چادریں جوئیں رینگتی ہیں مگر اسے کسی چیز کی خبر نہیں اگر کسی نے مارا پیٹا گالیاں دیں تو جواب نہیں دیا فحش گوئی بے حیائی اور نفس پروری کا تو احتمال تک نہیں عشق کی یہ حالت اسلام میں ''حج'' سے تعبیر کی جاتی ہے اور روزوں کا مہینہ ختم ہوتے ہی اشھر حج شروع ہوجاتے ہیں گھر بار چھوڑ کر مسجد میں آبیٹھا تو وہاں خیال آیا کہ خدا کا گھر اور محبوب کی تجلیات کا ایک بڑا مرکز تو خانہ کعبہ ہے تو محبوب کی تلاش میں سرگرداں سفر حج پر روانہ ہوجاتا ہے تصور یار میں مجنون کی طرح نغمے الاپتا ہے کہ وہ عشق میں پرند چرند سے بھی باتیں کرتا ہے اور کہتا ہے: بالله یا ظبیات القاع قلن لنا　　الیلای منکنّ ام لیلیٰ من البشر

اے آہوان صحرا تمہیں خدا کی قسم مجھے جواب دیجیو کہ لیلیٰ تم میں سے ہے یا انسانوں کے زمرہ میں سے ہے مگر اس عاشق حقیقی کا نغمہ تو تلبیہ ہے۔

تلبیہ اور طواف: لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک جب اس کے گھر پر نظر پڑ جاتی ہے تو دیوانہ وار اس کا طواف کرنے لگتا ہے کبھی ایک کونہ اور کبھی دوسرا چھوتا ہے کہ کہیں تو معشوق کا سراغ لگ جائے۔

منیٰ اور عرفات: پھر وہاں سے خیال آیا کہ شاید آبادی سے باہر محبوب ملے تو دیوانگی میں صحرائے عرفات پہنچتا ہے وہاں سے مزدلفہ اور منیٰ غرض جہاں بھی امید لگے وہاں ڈیرا ڈالتا ہے کہ وصال اور رضائے محبوب حاصل ہو۔

رمی: درمیان میں ناصح نادان نے ملامتی شروع کردی لعین ابلیس دل میں وساوس ڈالنے لگا کہ یہ عشق تمہیں کہاں کہاں پھرائے گا۔ اس عشق نے تمہیں دیوانہ بنادیا اس محبت خداوندی کے چکر سے نکل آؤ تو عاشق خداوندی سات پتھروں سے اسے مارنے لگتا ہے جس کا نام ہے رمی جمرات۔

عشق کا آخری مرحلہ قربانی: عشق کا آخری درجہ یہ ہے کہ عشاق اپنی جان کو بھی محبوب کے پاؤں میں رکھ کر قربان ہوجائے جیسے پروانہ عاشق مجازی ہے شمع کا تو چراغ کے گرد چند طواف اور چکر لگا کر اور چراغ کی لَو میں غوطہ لگا کر جان دے دیتا ہے۔　ع　کار عاشق خون خود بر پائے جاناں ریختن

تو حاجی بھی اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کردیتا ہے مگر محبوب حقیقی کی طرف سے ندا اور آواز پہنچتی ہے کہ لا تقتلوا انفسکم تم اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ اپنی جان کے بدلہ کسی محبوب جانور دنبہ یا گائے یا اونٹ کو ذبح کردو یہ تمہاری جان کے بدلہ میں جان ہے۔ جو ہم تمہاری قربانی کی بجائے منظور کرتے ہیں۔

اساسی عبادات باہمی مربوط ہیں: تو بھائیو! کسی کی فرمانبرداری کا خوف یا طمع یا محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے خداوند کریم مالک نفع و ضرر ہے تو خوف و طمع دونوں پائے گئے اور موصوف باوصاف الکمالیہ ہے اور محسن ہے اور محبوب کی فرمانبرداری عاشق کیلئے موجب اطمینان و تسکین ہے اور حج اور روزہ سراسر محبوب کے حسن و جمال

کے جلوؤں کا تقاضا ہے اور اس کے فضل و کمال کا آئینہ دار ہے اور نماز زکوۃ اس کی عظمت و جبروت اور جلال کا تقاضا اور اس لحاظ سے اسلام کی یہ اساسی عبادات ایک دوسرے سے مربوط ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب حقیقی کے جلال و جمال کا صحیح احساس بندگی کی صحیح ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

(اقتباس از دعوات حق۔ مجموعہ خطبات مرتبہ احقر سمیع الحق)

O

صبح سویرے حرم شریف گئے ایک مجمع سے تبلیغی دوستوں نے دیکھ کر اپنی طرف بلا لیا حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی امیر التبلیغ تقریر کر رہے تھے' دھوپ چڑھے تک تقریر سنتے رہے مگر غلبہ نیند کے وجہ سے نشاط نہ رہا اور پورا نہ سن سکے' چلے آئے اور مولانا منظور چنیوٹی کے ساتھ برادرم عبدالرؤف بہبودی والے کی تلاش میں نکلے کافی دیر کے بعد معلم مکی مرزوقی کے دفتر میں ان کو پایا انہوں نے حرم شریف کے متصل محلہ شامیہ میں اپنے لئے حاصل کئے گئے کمرہ میں ہمارے لئے بھی جگہ مخصوص کر رکھی تھی' وہاں جا کر آرام کیا حرم شریف کے قریب جگہ پا کر بڑی راحت ہوئی اور اب ہم صولتیہ سے منتقل ہو کر حرم کے بالکل قریبی جوار میں رہائش پذیر ہو گئے۔ عرب شاعر نے اس قرب و دوری کا کس انداز میں ذکر کیا۔ نزلوا بمكة في قبائل هاشم ونزلت في البيداء بعد المنزل

اس قرب و بعد کا سفر عشق میں اتنا شکوہ بھی مناسب نہیں کہ ع بُعد منزل نہ بود در سفر روحانی اور کسی نے کہا کہ

دَر راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بینمت عیاں و ثنای فرستمت

مگر پھر بھی ناسپاسی ہوگی کہ اس ظاہری قرب اور اتصال جوارِ حرم کا شکر یہ ادا نہ کیا جائے۔ فالحمدللہ علی نعمائہ

۲ ذی الحجہ بروز منگل: ایک دوست ملا اور کہا کہ مانکی شریف کے میر حسن خان مرحوم کے ملازم اجمل خان آپ کے تلاش میں ہیں' مرحوم ہمارے علاقہ کے نہایت سرکردہ افراد میں سے تھے اور حضرت والد صاحب کے مخلصین میں سے ان کا یہیں مکہ مکرمہ میں اچانک حرکت قلب سے انتقال ہوا میں اس دوست کو لے کر معلم عبدالقادر نصیر کے جگہ گئے' اور اس شخص سے ملے انہوں نے خان صاحب مرحوم کے آخری احوال بیان کئے تھوڑی دیر بعد وہاں سے واپس ہوئے بعد از عصر صولتیہ جا کر شیخ الحدیث مولانا زکریا مدظلہ سے ان کے قیام گاہ میں ملے' تھوڑی دیر گفتگو سے مستفید ہوئے فرمایا کہ لامع الدراری کی دوسری جلد میری سہارنپور سے روانگی کے وقت چھپ چکی تھی' اور اوجز المسالک شرح موطا مالک بھی مکمل ہو چکی ہے۔ وہاں سے حرم شریف آئے حرم میں ہمارے استاذ حضرت مولانا شالپین صاحب حق صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا سید احمد شالپین سے ملاقات ہوئی ان کے بڑے بھائی ہمارے استاذ مرحوم کو ۱۳۷۴ھ میں رمی رات کے دوران انتقال ہوا تھا' معقولات میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور منطق اور فلسفہ کی بعض کتابیں میں نے ان سے پڑھی تھیں۔

۳ر ذی الحجہ بروز بدھ : بعداز عصر اجمل خان کے ساتھ جنت المعلی (۱) گیا وہاں میر حسن خان مرحوم کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور بعض لوگوں کی نشاندہی پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور انکی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ اور بعض دیگر قبور پر بھی فاتحہ خوانی کی یہاں بنے بنائے قبور ہیں' ایک عرصہ بعد میت کے مٹی شدہ جسم کے اجزاء ہٹا کر نئے مردہ کو اس میں دفنا دیتے ہیں ان قبروں کے باہر ایسے ڈھیر کے ڈھیر پڑے دیکھ کر طبیعت بے حد متاثر ہوئی انسان کا دنیائے فانی کا انجام اور پھر بعث بعد الموت کے لئے قدرت خداوندی کی بے پناہ کامل اور مکمل وسعت اور انسان کی بے بسی اور بے ثباتی کا یہ ایک عبرتناک منظر سامنے تھا اور منکرین بعثت کا استعجاب ___ اور خلاق علیم کا جواب دل ودماغ پر حاوی ہوگیا **قال من یحیی العظام وھی رمیم قل - بلی قدرین علی ان نسوی بنانه - اذا متنا و کنا ترابا ذلک رجع بعید (الایة)**

---

(۱) جنت المعلی اور جنت البقیع میں مدفون چندا کابر دیو بند: مکہ مکرمہ کا یہ مقبرہ جنت المعلی تو جنت البقیع مدینہ منورہ کی طرح صحابہ تابعین اہل بیت ائمہ امت کی آخری آرام گاہ ہے۔ ہر دور میں سعادتمند اور نیک بخت افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس گنج گرانمایہ میں جگہ دی ہے۔ حال ہی ایک نوجوان عالم مولانا محمد آفرین سواتی نے صرف اکابر دیو بند کی ایک فہرست سرسری طور پر مرتب فرمائی جو جنت المعلی اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں۔ انکی تفصیل یہاں دی جارہی ہے:

جنت المعلی میں مدفون علمائے دیو بند: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (م ۱۸۹۹ء)۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (م ۱۳۰۸ھ) مولانا صادق الیقینؒ (م۱۹۰۶ء) حضرۃ مولانا محمد سعید کیرانویؒ (م ۱۹۳۹) حضرۃ مولانا حبیب اللہ فرزند مولانا احمد علی لاہوریؒ (م۱۹۷۴) حضرۃ مولانا خیر محمد مکیؒ (م۱۹۷۴ء)۔ حضرت مولانا محمد سلیم کیرانویؒ (م ۱۹۷۷ء)۔ مولانا محمد یامین کاندھلویؒ (م۱۹۸۱ء) حضرت مولانا مفتی محمد خلیلؒ (م۱۹۸۲ء)۔ حضرت مولانا مسعود شمیم کیرانویؒ (م۱۹۹۱ء)۔ مولانا شفیع الدین نگینویؒ۔ علامہ سید عبدالرحمن کاندھلویؒ۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ (م۱۴۰۱ھ)۔ حضرت مولانا مظفر احمدؒ (م۱۴۲۶ھ)

جنت البقیع میں مدفون علماء دیو بند:

حضرۃ شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ (م۱۸۷۹ء) حضرۃ مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ (۱۲۸۳ھ) حضرۃ شاہ رفیع الدین دیو بندی (م۱۳۰۸ھ) مولانا سید جمیل احمد مہاجر مدنیؒ (م۱۳۲۲ھ) مولانا سید محمد صدیق مہاجر مدنیؒ (۱۳۳۱ھ) مولانا سید احمد مہاجر مدنیؒ (۱۹۳۹ء) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (م۱۳۴۶ھ) مولانا سید محمود احمد مدنیؒ (۱۹۷۱ء) حضرت مولانا شیر محمد گوٹویؒ (م ۱۳۸۶ھ) حضرت مولانا عبدالشکور دیو بندؒ (م۱۹۶۳ء) مولانا شیخ عبدالحق نقشبندی مدنیؒ۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ مہاجر مدنیؒ۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ (م ۱۹۶۵ء) مولانا انعام کریمؒ (م ۱۹۷۹ء) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ (م ۱۹۸۲ء) حضرت مولانا عبدالحنانؒ (م ۱۹۸۶ء) حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ (م ۱۹۸۷ء) حضرت مولانا ہاشم بخاریؒ (م ۱۹۸۸ء) مولانا سعید احمد خانؒ (م ۱۹۹۸ء) حضرت ڈاکٹر شاہ حفیظ اللہ سکھرویؒ (م ۲۰۰۰ء) صوفی محمد اقبالؒ (م ۲۰۰۰ء) حضرت مفتی عاشق الٰہیؒ (م ۲۰۰۲ء) سید حبیب محمود احمد مدنیؒ (م ۲۰۰۳ء) حضرۃ مولانا رشید الدینؒ (م۲۰۰۳ء) حضرۃ مولانا منظور احمد الحسینیؒ (م۲۰۰۵ء) مولانا عبدالقدوس دیو بندی اور عظیم مجاہد رہنما مولانا محمد یونس خالص حقانی (م۲۰۰۷ء)

O______O______O